صالح ماؤں کا کردار

نازیہ عبدالستار

اللہ تعالیٰ نے تربیت اولاد کی صلاحیت ماں کی فطرت میں رکھ دی ہے جس کو وہ بہت ہی احسن طریقے پر سرانجام دیتی ہے۔ ایک پھوہڑ عورت بھی ایک عظیم استاد سے بہتر ہے۔ استاد بچے کو پڑھنا لکھنا سکھاتا ہے جبکہ شفقت، محبت، ہمدردی، ایثار، فراخ دلی کے جذبات ایک عورت ہی سکھاتی ہے۔ ہسپتالوں میں پرورش پانے والے بچے جسمانی طور پر صحت مند اور توانا تو ہوسکتے ہیں لیکن وہ پیار ومحبت، ہمدردی کے جذبات سے عاری ہوتے ہیں۔ ایک عظیم لیڈر، محقق، شریف اور شفیق انسان ماں کی گود میں ہی پل کر جوان ہوتا ہے۔

ایسی ہی عظیم ماؤں کا تذکرہ کیا جارہا ہے جنہوں نے اپنے فرزندوں کی تربیت اس نہج پر کی ہے کہ وہ سرمایہ امت بن گئے ہیں۔ دنیا ان کے کاموں سے اکتساب فیض کررہی ہے۔ ان میں چند کا ذکر درج ذیل ہے:

والدہ امام ربیعہ الرائی

امام ربیعہ مدینہ منورہ کے جلیل القدر فقیہ اور تابعی تھے، امام مالکؒ کے استاد محترم تھے۔ ان کے والد عبدالرحمٰن فروخ جہاد خراسان پر چلے گئے تو وہ شکم مادر میں تھے۔ تیس سال کے بعد واپس آئے تو اس دوران بہت سی تبدیلیاں آچکی تھیں۔ جب اپنے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ ربیعہ نے دروازہ کھولا تو ان کے باپ نے اندر داخل ہونا چاہا تو ربیعہ نے روکا جس سے نوبت ہاتھا پائی تک جا پہنچی۔ ربیعہ کی والدہ یہ سارا ماجرہ اندر سے دیکھ رہی تھیں۔ انہوں نے اپنے شوہر کو پہچان لیا اور اپنے بیٹے کو بتایا کہ یہ تمہارے والد ہیں۔ جب رات ہوئی تو فروخ نے اپنی بیوی سے تیس ہزار دینار کا مطالبہ کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اسے زمین میں دفن کردیا ہے، ضرورت کے وقت حاضر کردوں گی۔ امام ربیعہ مسجد نبوی میں درس دے رہے تھے جہاں امام مالک بن انس، امام حسن بن زید اور دوسرے اہل علم ان سے استفادہ کررہے تھے۔ فروخ بھی مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے گئے۔ انہوں نے ایک نوجوان کے گرد کثیر تعداد میں افراد کو استفادہ کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ

نو جوان کون ہے جو درس دے رہا ہے۔ انہیں بتایا گیا کہ امام ربیعہ بن فروخ ہیں، یہ جواب سن کر انہیں بہت خوشی ہوئی گھر آئے کہ اپنی بیوی سے کہنے لگے کہ میں نے آپ کے بیٹے کو علم وفضل میں سب سے آگے پایا تو اس پر بیوی نے کہا تمہیں وہ تیس ہزار پسند ہیں یا بیٹے کا عروج ومرتبہ، فروخ نے جواب دیا کہ یہ مرتبہ اور درجہ تیس ہزار سے بہت بلند ہے۔ بیوی نے جواب دیا میں نے ساری رقم اس لڑکے کی تعلیم وتربیت پر صرف کردی ہے۔ اس پر شوہر نے کہا کہ تم نے رقم ضائع نہیں کی بلکہ نفع کمایا ہے۔ امام ربیعہ کی تعلیم وتربیت کا بیڑا تنہا ان کی والدہ نے اٹھایا۔ یہ ان کی صبر واستقلال اور نگرانی کا ثمرہ تھا کہ ربیعہ اپنے وقت کے سب سے بڑے فقیہ بن گئے۔ (مسلمان خواتین کی دینی اور علمی خدمات:۱۰۸)

والدہ امام سفیان ثوریؒ

سفیان ثوری بچپن میں یتیم ہوگئے تھے تو ان کی تربیت ان کی والدہ محترمہ نے کی۔ انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تم علم حاصل کرو میں سوت کات کر تمہارے اخراجات پورے کروں گی اور نصیحت کی کہ بیٹے جب تم دس حدیثیں یاد کرلو تو دیکھو تمہاری نیک چلنی میں اضافہ ہوا ہے یا نہیں اگر تم کو ان امور میں زیادتی نظر آئے تو سمجھ لینا کہ تمہارا علم مفید ہے۔ اگر اضافہ نہ ہو تو پھر یہ علم تمہارے لئے بیکار ہے۔ ایسی فہم وحکمت رکھنے والی ماں کی تربیت کے بل بوتے پر سفیان ثوری اہل سنت کے امام بن گئے۔

والدہ امام ابن جوزیؒ

عبدالرحمٰن ابن جوزی جب تین سال کے تھے تو ان کے والد وفات پاگئے، کفالت کی ساری ذمہ داری ان کی پھوپھی جان کے سر آگئی وہ بڑی سمجھ دار خاتون تھیں۔عبدالرحمٰن کو کم سنی میں علماء وزعماء کی مجلس میں بیٹھا دیا کرتی تھیں، وہ یہ سب کچھ اس خیال سے کرتی کہ چلو کچھ سمجھ نہ آئی تو کان ضرور علم سے مانوس ہوں گے، جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ امام ابن جوزی دس سال کی عمر میں عالم دین بن گئے اور وعظ ونصیحت فرمانے لگے اور آگے چل کر وہ بہت بڑے جلیل القدر امام بن گئے۔ (مسلمان خواتین کی دینی اور علمی خدمات :۱۰۸)

سلف صالحین کا طرز عمل آئندہ آنے والی نسلوں اور ماؤں کے لئے مشعل راہ ہے۔ مندرجہ بالا واقعہ سے تربیتی حوالے سے جو نکتہ اخذ ہوتا ہے، وہ یہ کہ اگر مائیں دوران حمل اپنے خیال کو پاکیزہ رکھیں، بری چیزوں کو نہ دیکھیں اور نہ ہی بری باتیں ان کے کانوں سے ٹکرائیں۔ کان اگر تلاوت قرآن، دعوتی وتربیتی لیکچر سے مانوس ہوں تو اس ماحول میں جنم لینے ولا بچہ ضرور صالح کردار کا حامل ہوتا ہے۔ جس کی تائید نفسیات کرتی ہے۔ بچے کو جو کچھ سیکھنا ہوتا ہے وہ پانچ سال کی عمر میں سیکھ لیتا ہے، اس لئے اپنے بچوں کو محفل نعت وقرات اور ذکر

مصطفیٰ ﷺ کی محفل میں جانا چاہیئے۔ انسان بچپن میں جو علم حاصل کرتا ہے وہ زیادہ قوی ہوتا ہے جیسا کہ ایک ضرب المثل ہے بچپن میں سیکھا ہوا علم پتھر پر لکیر ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اپنے بچوں کو ادب سکھاؤ اور اہل بیت کی محبت سکھاؤ۔ اپنے گھروں کے ماحول کو مثالی بنائیں تا کہ اس ماحول میں پرورش پانے والے بچے معاشرے کے لئے سود مند ہونے کے ساتھ ساتھ معاشرہ کی بھاگ ڈور کو سنبھال سکیں۔ حالات حاضرہ میں نئی نسل میں جو لادینیت و الحاد بڑھتا جا رہا ہے۔ دین سے دوری کی روش عام ہوتی جا رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مائیں خود عملی کردار ادا نہیں کرتیں، ٹیلی ویژن، فحش مووی اور گانے دیکھتی ہیں اور پانچ سال کی عمر کے بچے کو وہ سمجھتی ہیں کہ وہ ابھی بچہ ہے اس کو تربیت کی کیا ضرورت ہے لیکن جب وہ پانچ سال کی عمر کو عبور کرتا ہے تو وہ خود سر ہو جاتا ہے، وہ اپنی من مانی کرنا شروع کر دیتا ہے۔ مائیں سمجھتی ہیں کہ بچہ ماحول سے خراب ہو گیا ہے تو سوال پیدا ہوا کہ ماحول بھی تو ماں نے ہی بنایا ہے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ

''بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، یہ والدین ہوتے ہیں جو انہیں یہودی یا نصرانی بناتے ہیں''۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے بچوں کی صالح تربیت کرنے کے لئے مائیں مثالی کردار ادا کریں۔ بچوں کو نصیحت صلحاء کرنے کے ساتھ ساتھ خود بھی اس کا مظاہرہ کریں۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے اگر والدین ڈاکٹر ہوں تو بچے ڈاکٹر بنتے ہیں، اگر والدین استاد ہوں تو بچے بھی اچھے استاد ثابت ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ سراسر یہ ہوتی ہے کہ بچے جتنا اپنے والدین سے سیکھتے ہیں وہ کسی اور شخصیت سے نہیں سیکھ سکتے۔ لہذا بچوں کی تربیت میں والدین خاص کر ماں کا بہت ہی اہم کردار ہے۔

والدہ مولانا محمد علی جوہرؒ

آپ کی والدہ کا نام آبادی بیگم تھا۔ ان کے والد نے جنگ آزادی میں حصہ لیا تھا اور دنیا سے رخصت فرما گئے۔ آبادی بیگم کی تعلیم اگرچہ معمولی تھی لیکن وہ صوم وصلوۃ اور تہجد گزار تھیں۔ 27 سال کی عمر میں بیوہ ہو گئی تھیں ان کی اولاد میں چھ بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ ترکہ میں معمولی سی زمین ان کے حصہ میں آئی، اس عالی مرتبت عورت نے اپنی اولاد کو پڑھایا اور جدید تعلیم دلوائی، جب بچوں کے چچا نے انگریزی تعلیم کی مخالفت کی تو انہوں نے یہ ذمہ داری خود لیتے ہوئے اپنے زیور بیچ کر بچوں کی تعلیم کو جاری رکھا اور مولانا محمد علی کو لندن پڑھنے کے لئے بھیجا۔ دین سے لگاؤ اور محبت انہوں نے اپنی اولاد کے اندر پیدا کی۔ وہ بڑی معاملہ فہم عورت تھیں۔

مذکورہ بالا واقعہ کو سامنے رکھتے ہوئے حالات حاضرہ سے موازنہ کیا جائے تو ایسے واقعات بہت کم ہوتے ہیں جبکہ زیادہ تر یہ دیکھنے میں آیا کہ جب بچے یتیم ہو جاتے ہیں تو ماں اپنے آپ کو بے بس سمجھنا شروع

کر دیتی ہے، وہ ذہنی طور پر مفلوج ہوجاتی ہے۔ حالات پر قابو نہیں پاتی جس سے بچے نظر انداز ہوتے ہیں۔ ان کی ذہنی، اخلاقی، شعوری، نشوونما بہتر طور پر نہیں ہوتی جس سے بچے معاشرہ میں اہم کردار ادا نہیں کر سکتے، ذہنی اور جسمانی طور پر ایک خوشگوار ماحول نہ آنے کی وجہ سے وہ احساس کمتری کا شکار ہوجاتے ہیں، جس سے وہ اپنی ذہنی، جسمانی قوتوں کو تعمیری کام میں صرف کرنے کی بجائے تخریب کاری میں صرف کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ سارے حالات زیادہ تر ماں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اگر وہ اپنی ذہنی پریشانی پر قابو پا کر جوانمردی سے حالات کا جائزہ لے کر اس پر قابو پالے تو اس سے نئی نسل جس پر مستقبل کی خوشحالی کا انحصار ہے جس سے پورا معاشرہ تباہی و بیگاڑ سے بچ سکتا ہے بلکہ یہی سکون قومی سکون بنے گا، قومی سکون، بین الاقوامی سکون میں ڈھل جائے گا، اس ساری گفتگو و بحث کا حاصل یہ ہوا کہ عورت کمزور نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر ایسا ملکہ و بصیرت رکھی ہے کہ وہ تو قوموں کو سنوار سکتی ہے، عورت کو مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ کی ذات پر بھروسہ کر کے محنت کرنی چاہئے اور نتائج اس کی ذات پر چھوڑ دے، وہ مسبب الاسباب ہے وہ اچھی تدبیریں کرنے والا ہے۔ مولانا محمد علی جوہر کی والدہ نے اللہ کی ذات پر بھروسہ، محنت، سچی لگن، معاملہ فہمی کو اپنایا تو اپنے بچوں کی ایسی تربیت کی کہ انہوں نے ملک اور امت مسلمہ کے احوال کو تبدیل کرنے کا بیڑا اٹھایا۔

اظہارِ تعزیت

گذشتہ ماہ مرکزی سیکرٹریٹ پر خدمات سرانجام دینے والے درج ذیل احباب اور دیگر مرکزی قائدین کے اعزہ واقارب انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

☆ محترم علامہ محمد شکیل ثانی (ناظم دعوت) کے والد محترم

☆ محترم خواجہ جاوید کریم (منہاجین)

☆ محترم میاں محمد اشتیاق (سیکرٹری ویلفیئر DFA) کے تایا جان

جملہ مرکزی قائدین و سٹاف اور کارکنان و رفقاء اس غم میں لواحقین کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقامات عطا فرمائے۔ آمین